© rasailojaraid.com

ادبیات

کلامِ جگر

از جناب جگر مُرادآبادی

جلوہ بہ قدرِ ظرفِ نظر دیکھتے رہے
کیا دیکھتے ہم اُن کو، مگر دیکھتے رہے

اپنا ہی عکس پیشِ نظر دیکھتے رہے
آئینہ روبرو تھا، جدھر دیکھتے رہے

کیا قہر تھا کہ پاس ہی دل میں لگی تھی آگ
اندھیر ہے کہ دیدۂ تر دیکھتے رہے

اُن کی حریم ناز کہاں اور ہم کہاں
نقش و نگارِ پردۂ در دیکھتے رہے

لاکھ آفتاب پاس سے ہو کر گذر گئے
بیٹھے ہم انتظارِ سحر دیکھتے رہے

سودا جو اب ہے سر میں وہ سودا ہی اور ہے
اُس کا چمن ہی اور ہے صحرا ہی اور ہے

لیلائے آب و گِل تو ہزاراں ہزار ہیں
مجنوں ہے جس کی روح وہ لیلا ہی اور ہے

یہ حسنِ رنگ رنگ بھی کچھ کم نہ تھا مگر
کیا کیجیے کہ دل کا تقاضا ہی اور ہے

صورت میں یہ فروغ، یہ جذب و کشش کہاں
درپردہ کوئی شاہدِ معنی ہی اور ہے

خود حُسن، استعارہ ہے جس کے جمال کا
وہ جانِ حسن و حسنِ سراپا ہی اور ہے

جو حُسنِ شش جہت سے نہ سیراب ہو سکی
محسوس اب ہوا وہ تمنا ہی اور ہے

جس سے کہ مطمئن ہو مری فطرتِ بلند
شاید وہ حسن و عشق کی دنیا ہی اور ہے

© rasailojaraid.com